مولانا نسیم اللہ اعظمی

شرعی احکام کا مدار

قمری تاریخوں پر کیوں؟

انسان قدرت کی دو عظیم نشانیوں سے تاریخ معلوم کرتا ہے، شمس و قمر قدرت کی دو بڑی نشانیاں ہیں جن کے طلوع و غروب کا نظام بغیر کسی ادنیٰ فرق کے اپنے قانونِ گردش کے مطابق چلتا ہے نظامِ گردش کی یہی یکسانیت اس کی باعث ہوئی کہ آفتاب و ماہتاب کو تاریخ معلوم کرنے کا آلہ بنا دیا جائے۔

جس تاریخ کا مدار چاند پر ہے اسے قمری سال یا قمری تاریخ اور جس کا مدار شمسی نظام پر ہے اسے شمسی سال یا شمسی تاریخ کہتے ہیں قمری سال عموماً ۳۵۴ دن اور شمسی سال ۳۶۵ ¼ دن کا ہوتا ہے چونکہ تغیر موسم کا دار و مدار سورج پر ہے اسی لیے شمسی سال موسم کے ساتھ پوری مطابقت رکھتا ہے، جو مہینہ جس موسم میں پڑتا ہے ہر سال اسی موسم میں پڑے گا۔[1]

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ قمری سال شمسی سال سے گیارہ دن چھوٹا ہوتا ہے یہ نظریہ اس بات پر مبنی ہے کہ قمری سال، سال کے تمام موسم کا ایک چکر لگانے میں گیارہ دن کم ثابت ہوتا ہے، ورنہ بذاتِ خود قمری سال بھی اپنے حساب سے پورا سال ہے، بالفرض اگر موسم کا اتباع نہ ہوتا تو قطعی طور پر یہ کہنا ممکن نہ ہوتا کہ قمری سال چھوٹا ہے یا شمسی سال بڑا ہے۔

شرعی احکام کی بنیاد قمری تاریخ پر ہے، قرآن مجید میں صراحۃً اس کا ذکر آیا ہے:

یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی — بعضے آپ سے چاندوں کے حالت کی تحقیقات

---

[1] اسلام میں عبادات کے معاملہ میں تو قمری حساب کو بطور فرض متعین کیا گیا ہے اور عام معاملات تجارت وغیرہ میں بھی اسی کو پسند کیا گیا ہے، اگرچہ شمسی حساب کو بھی ناجائز قرار نہیں دیا بشرطیکہ اس کا رواج اتنا عام نہ ہو جائے کہ لوگ قمری حساب کو بالکل بھلا دیں کیونکہ ایسا کرنے میں عبادات، روزہ، حج وغیرہ میں خلل لازم آتا ہے جیسا کہ آج کل عام دفتروں اور کاروباری اداروں بلکہ نجی شخصی مکاتبات میں بھی شمسی حساب کا ایسا رواج ہو گیا ہے کہ بہت سے لوگوں کو اسلامی مہینے بھی پورے یاد نہیں رہے، یہ شرعی حیثیت کے علاوہ غیرت قومی و ملی کا بھی دیوالیہ پن ہے۔ (از مرتب معارف القرآن)

مواقیت للناس والحج۔ (بقرہ) کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ وہ چاند آلہ شناخت اوقات ہیں لوگوں کے اور حج کے لیے۔

ایک دوسری آیت سے سورج کا "آلہ شناخت اوقات" ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔

فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب (بنی اسرائیل) پھر مٹایا رات کا نمونہ اور بنایا دن کا نمونہ دیکھنے کو تاکہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا اور تاکہ معلوم کرو گنتی برسوں کی اور حساب۔

اس وقت موضوع بحث یہ ہے کہ شرعی احکام کا مدار قمری تاریخ پر کیوں ہے؟ جبکہ بادی النظر میں شمسی تاریخ زیادہ تام اور کامل نظر آتی ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ اسلام کے جن احکام میں اوقات کی رعایت رکھی گئی ہیں ان میں ایسی قدرتی چیز کو معیار بنایا گیا ہے جو بالکل عام وظاہر ہو اور مرور زمانہ سے ان میں تبدیلی نہ ہو مثلاً نماز کے اوقات کو بجائے گھڑی گھنٹہ سے متعین کرنے کے سورج کے طلوع و غروب و استوا۔ وغیرہ سے متعین کیا گیا، روزے کی حد طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک رکھی گئی ہے، یہی حکمت چاند کو تاریخ کی شناخت کا معیار بنانے میں بھی کارفرما ہے۔ یقینی حد تک تو نہیں، تقریبی حد تک چاند کے گھٹنے بڑھنے سے پہلے تاریخ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک چاند کا نصف مغربی حصہ منور ہو چکا ہوتا ہے اور سات سے چودہ تاریخ تک نصف آخر بھی منور ہو جاتا ہے، اسی طرح چودھویں رات کو چاند پورا ہو جاتا ہے، پھر چودہ سے اکیس تک چاند کا نصف مغربی حصہ بے نور ہو جاتا ہے اور اٹھائیس تاریخ کو پورا چاند تاریک ہو جاتا ہے فرض کیجئے ایک شخص کو تاریخ نہیں معلوم ہے اس نے نظر اٹھا کر چاند کو دیکھا کہ اس کا مغربی حصہ آدھے سے کچھ کم روشن ہیں جس سے وہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ آج چھ تاریخ ہوگی کیونکہ سات تاریخ کو پورا نصف مغربی حصہ روشن ہو جاتا ہے یا اس نے دیکھا کہ اس کا مغربی حصہ آدھے سے کچھ کم تاریک ہے اور مشرقی حصہ آدھے سے زیادہ روشن ہے تو وہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ چونکہ اکیس تاریخ کو مکمل نصف مغربی حصہ تاریک ہو جاتا ہے اور ابھی یہ حصہ تاریک نہیں ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی ۲۱ تاریخ میں ایک دو روز باقی ہیں اور چونکہ سورج میں گھٹنا بڑھنا نہیں پایا جاتا ہے اس لیے سورج کی ٹکیہ دیکھ کر تاریخ کو قریبی حد تک بھی متعین نہیں کیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ شمسی تاریخ میں جنتری وغیرہ کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے، اگر کسی کو شمسی تاریخ معلوم نہیں تو سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ جنتری سے یا کسی سے پوچھ کر معلوم کرے برخلاف اس کے اگر اسے قمری تاریخ دریافت کرنا ہے تو چاند کے روشن اور تاریک حصہ کو دیکھ کر ایک حد تک اندازہ قائم کر سکتا ہے، قرآن میں چاند کی مختلف منزلیں مقدر کرنے کی یہی حکمت بیان فرمائی گئی ہے۔

وقدرناه منازل لتعلموا عدد السنين والحساب۔ (یونس)
ہم نے چاند کی منزلیں مقدر کیں تاکہ گنتی معلوم کرو برسوں کی اور حساب

یہیں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عربوں نے قمری نظام تاریخ کو کیوں اپنایا، عرب میں چونکہ لکھنے پڑھنے کے رواج کم تھا، سینکڑوں میں کوئی ایک دو ایسا ملتا ہے جو لکھنا پڑھنا جانتا ہو اور شمسی تاریخ میں لکھنے پڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے انھوں نے قمری تاریخ کو اپنایا، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ہم امی لوگ ہیں حساب وکتاب نہیں جانتے۔ بعثت بالدين الحنيفة السهلة کا تقاضا بھی یہی تھا کہ سہل ترین اصول اپنایا جائے کیونکہ اس میں ادنیٰ و اعلےٰ سب کی رعایت ہے۔

اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ چاند سے مہینہ کا ختم اور شروع ہونا معلوم ہوجاتا ہے، مہینے کے آخری دن نئے چاند کا نظر آجانا پچھلے مہینہ کی انتہاء اور اگلے مہینہ کی ابتداء کی علامت ہوتا ہے، شمسی تاریخ اس وصف سے خالی ہے۔

اس کا عظیم فائدہ یہ ہے کہ روزہ، حج، عیدین وغیرہ جو سال کے مخصوص مہینوں کی عبادات ہیں ۳۳ سال میں گھوم کر ہر موسم میں واقع ہوجاتی ہے، کبھی موسم سرما میں کبھی موسم گرما میں اور کبھی برسات کے موسم میں ان عبادات کے مہینے آتے رہتے ہیں بالفرض اگر شمسی سال کی طرح قمری سال کے مہینے بھی ہمیشہ ایک ہی موسم میں پڑتے یا شمسی سال کی مشروعیت ہوتی یا مثلاً روزہ ابتداء میں جس موسم میں پڑتا ہر سال اسی موسم میں واقع ہوتا اور حج کے ایام آغاز مشروعیت میں جس موسم میں آتے ہر سال اسی موسم میں واقع ہوتے، لہٰذا اگر موسم نامناسب ہوتا تو پریشانیاں دائمی ہوتیں اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا۔

لیکن قمری تاریخ چونکہ ہر موسم کا چکر لگاتی رہتی ہے، اس لیے ایسی کوئی پریشانی پیش نہیں آتی، یہاں یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ اوسطاً آدمی کی عمر میں ایک بار یہ عبادتیں ہر موسم میں واقع ہوجاتی ہیں، کیونکہ شرعاً عمر تکلیف پندرہ سال ہے، یعنی ایک انسان احکام خداوندی کا مکلف پندرہ سال کی عمر میں قرار پاتا ہے اور قمری تاریخ سالانہ موسم کا ایک دور ۳۳ سال میں پورا کرلیتی ہے گویا اڑتالیس سال کی عمر میں یہ عبادتیں ہر موسم میں واقع ہوجاتی ہیں اور آدمی کی زندگی ہر عبادت کو سال کے متفرق حصوں (موسموں) میں پالیتی ہے، یہ وہ اسباب و وجوہ ہیں جن کی بناء پر شریعت اسلام نے شمسی تاریخ کے بجائے قمری تاریخ کو اختیار کیا ہے۔

ایگل

ایک عالمگیر
قلم

خوشخط
رواں اور
دیرپا۔
اسٹیل
کی
سفید
اریڈیم ٹپڈ
نب کے
ساتھ

ہر
جگہ
دستیاب

آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی لیمٹڈ

کنول لنن، صنم ٹیرس
بے نظیر پاپلین

کہکشاں پرنٹس

سنگم بوسکی
مایہ ناز پاپلین

کمانڈر پاپلین
پریذیڈنٹ لان

جمال ۳۰۰۰ پاپلین
جمال ۵۰۰۰ لان

۲۔ ڈائمنڈ ڈسٹر
صنم ڈیلکس پاپلین

بدل کا رڈ
سوٹنگ

دِلکش
دِلنشیں
دِلفریب

حسین کے پارچہ جات

حسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا

مرد دونوں کے ملبوسات کیلئے
موزوں۔ حسین کے پارچہ جات
شہر کی ہر بڑی دکان پر
دستیاب ہیں۔

FABRICS

خوش پوشی کے پیش رو

حسین ٹیکسٹائل ملز   حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن

قومی خدمت ایک عبادت ہے

اور

سروس انڈسٹریز اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے
سال ہا سال سے اس خدمت میں مصروف ہے

Servis

قدم قدم حسین قدم قدم آرام